اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچھلے دنوں ماسکو اور بیجنگ کے درمیان "تزویراتی تحالف و اشتراک" کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں جس کی رُو سے دونوں ممالک ایک نئے کثیر قطبی عالمی نظام کی تشکیل کے لیے مل کر کام کریں گے۔ "کثیر قطبی عالمی نظام کی تشکیل" سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت دونوں ممالک کے سربراہوں کے ان بیانات سے ہوتی ہے جو اُنھوں نے معاہدہ پر دستخطوں کے بعد پریس کو جاری کیے۔ ان بیانات میں وضاحت سے کہا گیا کہ کثیر قطبی عالمی نظام کی تشکیل سے مراد امریکہ کی عالمی اُمور میں اجارہ داری اور اس کے [بطور واحد سُپر پاور] عالمی زعامت (World Leadership) کے تصوّر کی روک تھام ہے۔

کمیونزم کی پسپائی اور جنگِ خلیج میں فتح یابی کے بعد امریکہ کی طرف سے نئے عالمی نظام کا مژدہ سنایا گیا۔ اگرچہ متعدّد اعلیٰ وارفع مقاصد کو اس نئے عالمی نظام کی بنیاد قرار دیا گیا تھا، تاہم پچھلے چھ سالوں میں اس نئے عالمی نظام کے جو خدوخال ابھر کر سامنے آئے ہیں ان کے مطابق مغرب اور امریکہ کی عسکری بالادستی کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا، کرۂ ارض میں بسنے والی تمام اقوام کی اقتصادیات کو مغربی و امریکی مفادات کے تابع کرنا اور مغرب و امریکہ کے علاوہ دیگر تمام علاقائی طاقتوں کے سیاسی اور فوجی اثر و رسوخ کو محدود یا [اگر ممکن ہو تو] بالکلیہ ختم کرنا امریکہ کے اس نئے عالمی نظام کے تین بنیادی ستون ہیں۔

ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مستقبل کو محفوظ کرنے اور تسلّط پسند طاقتوں کی ممکنہ جارحیّت کے خلاف مؤثر دفاع کے لیے مناسب ترین اقدامات کرے۔ لیکن طاقت کی بین الاقوامی سیاست [global power politics] کے اکھاڑہ میں تا ابد فاتح رہنے کی خواہش مند مغربی اقوام دوسری قوموں کے اس حق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار دکھائی نہیں دے رہی ہیں۔ یہ ایک ایسا رجحان ہے جو آنے والی صدی میں بین الاقوامی امن کے لیے زبردست خطرہ ثابت ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس رجحان کے تدارک کے لیے تیسری دُنیا اور عالمِ اسلام اُن غیر مغربی طاقتوں کے ساتھ اشتراک کی پالیسی اپنائے جو نہ صرف ظلم و جبر اور ناانصافی پر مبنی موجودہ عالمی نظام کو چیلنج کرنے کی صلاحیت سے مالامال ہیں بلکہ اس عمل کے لیے درکار جرأت اور مضبوط سیاسی ارادہ [firm political will] بھی رکھتی ہیں۔